شذرات

قارئین کرام جن کی نظر سے ثقافت کے پچھلے پرچے گذرتے رہے ہیں موجودہ اشاعت میں کئی تبدیلیاں پائیں گے جنہیں وہ غالباً پسند کریں گے۔

راقم السطور نے طویل رخصت اور عمرہ و زیارت کے بعد پہلی مرتبہ ۵ دسمبر کو ثقافت کی ادارتی ذمہ داریاں سنبھالیں اور ۱۶ دسمبر کو جنوری نمبر کا جزوِ غالب کاتب کے حوالے کر دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ اس قلیل مدت میں فراہمی مضامین کا خاطر خواہ انتظام ممکن نہ تھا، اور نہ ہی ایک ماہ نامے میں بنیادی تبدیلیاں ہو سکتی تھیں۔ لیکن گیارہ روز میں رسالہ کی صوری اور معنوی حالت بہتر بنانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا تھا کیا گیا۔ اور اس سعی کا ماحصل اب ناظرین کے سامنے ہے۔

ثقافت کے متعلق ہماری جو تجاویز ہیں ان کی تفصیل اُس وقت موزوں ہو گی جب ان کی عملی تشکیل کا پورا انتظام ہو جائے گا۔ اِس وقت ہمارا خوش گوار فرض ان اہلِ علم احباب کا شکریہ ہے جنھوں نے تنگیٔ وقت کے باوجود ہمیں مایوس نہ کیا اور جن کے اشتراک سے یہ ممکن ہوا کہ ثقافت کے دَورِ جدید کا نئے سال سے آغاز ہو۔ اس سلسلے میں جناب جسٹس ایس اے رحمان، مصوّرِ پاکستان عبدالرحمن چغتائی، جناب ڈاکٹر محمد باقر کا شکریہ خاص طور پر لازم ہے۔ نواب بہادر یار جنگ مرحوم کا غیر مطبوعہ روزنامچہ ان کی ذاتی اہمیّت کی وجہ سے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں انھوں نے اسلامی ممالک کی کئی اہم سیاسی اور ادبی شخصیتوں سے اپنی ملاقاتوں کی تفصیل دی ہے۔ یہ روزنامچہ شاہد حسین صاحب رزاقی کی تحویل میں تھا۔ انھیں نے اس کے منتخب

اجزا سے ایک مضمون ترتیب دیا جو امید ہے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

ہمارا ارادہ ہے کہ "مقالہ نما" کے مستقل عنوان کے تحت بلند پایہ اسلامی جرائد کے اہم اندراجات سے ناظرین کو باخبر کرتے رہیں بعض وجوہ سے یہ سلسلہ اس دفعہ شروع نہ ہو سکا لیکن آئندہ صفحات میں ایک مضمون پیش کیا جا رہا ہے جو کچھ عرصہ پہلے "ایک زبردست علمی تحریک کی ضرورت" کے عنوان سے ندائے ملت لکھنؤ میں پاکستان کے متعلق شائع ہوا۔ مضمون نگار کے کئی بیانات بحث طلب ہیں۔ مثلاً ادارۂ معارف ملی کے متعلق ان کی توقعات یا ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور اور ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے متعلق ان کی رائے۔ اصولی طور پر یہ خیال بھی محلِ نظر ہے کہ پاکستان کی علمی اور ذہنی ضروریات کا واحد یا بہترین حل یہی ہے کہ یہاں دار المصنفین یا دائرۃ المعارف کی قسم کے ادارے اسی شکل وصورت میں قائم کر دیئے جائیں جو تقسیم سے پہلے ہندوستان میں ان اداروں کی تھی۔ اس امر سے قطع نظر کہ پاکستان کی اپنی ضروریات، صلاحیتیں اور دشواریاں ہیں، علمی تنظیم کی بھی نئی نئی صورتیں دنیا کے سامنے آ رہی ہیں، اور جو کچھ غیر منقسم ہندوستان میں ہوا اسے "حرفِ آخر" نہیں سمجھا جا سکتا، لیکن اس بنیادی خیال سے ہم پورے طور پر متفق ہیں کہ پاکستان میں علمی سطح بلند کرنے کی بڑی ضرورت ہے اور اس احساس کے تحت بعض اختلافی امور کے باوجود مضمون کو بجنسہٖ بغیر کسی قطع و برید کے شائع کیا جا رہا ہے۔

شاید یہ اضافہ بے محل نہ ہو کہ ندائے ملت ہندوستانی مسلمانوں کا ایک اہم ترجمان ہے اور گذشتہ سال مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) بل کے سلسلے میں اس کے ایڈیٹر کو قید و بند کی سختیاں برداشت کرنی پڑیں۔

(ا)

ثقافت کی نئی تشکیل کے علاوہ دوسرا اہم مسئلہ ادارہ کے اشاعتی پروگرام کا ہے۔ انشاء اللہ اس کے متعلق زیادہ تفصیل کسی آیندہ اشاعت میں دی جائے گی۔ فی الحال ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جو پروگرام ہمارے پیشِ نظر ہے اس میں ایک اہم تجویز حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کی زندگی، تصانیف اور تعلیمات کے متعلق ایک سیر حاصل کتاب ہے جسے مولانا محمد حنیف صاحب ندوی ترتیب دیں گے۔ اس کام میں راقم السطور کے مشورے بھی شامل ہوں گے اور شاید میں کتاب کا کچھ حصہ بھی لکھ سکوں۔